غرائب القرآن میں اشعار عرب سے استشہاد

(سیرتِ ابنِ ہشام کا خصوصی مطالعہ)

Citation Source from Arabic poetry in Gharaib ul-Qur'an (Special Study of Sirat Ibn-e-Hisham)

HUMAIRA NAZ
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Government College University, Lahore
humeranaz73@gmail.com
Dr. KHURSHID RIZVI
Pro. Department of Arabic and Islamic Studies, Government College University, Lahore

ABSTRACT

Strange science and its importance in understanding the meanings of the Quran" deals with the importance authenticity and authority of old words called: "Ilm Gharaib-ul-Quran'' or "Mufrada tul Quran'' to understand the meanings of the Holy Quran. This is one of the most important scenic of the Quranic sciences.

Poetry was the charisma of Arabs.it was the major part of their temperament and nature.it was the reason they called themselves Afsah ul Lisan(the most eloquent).keeping in view this eminence, the rules and principles of language were defined and prescribed. To understand the holy Quran,the Arabic literature specifically Arabic poetry proved to be useful in all ages. Like the interpreters, the biographers also resorted to the Kalam ul Arab(Arabic language)to understand the meaning of the Holy Quran

Ibn e Hisham in his book "Al Seerat un Nabawiyya"(the biography of the Prophet),presented the biographical features with the help of Arabic poetry. He also referred to the Arabic poetry to explain the Gharaib- ul- Quran of the relevant chapters (Suras) in the context of various matters of Prophet`s life. This paper is an attempt to highlight contribution of Ibn .e.Hisham who has presented different poets as an evident to express diverse notions and concepts.

Keywords: Gharaib ul Quran, Istishhad , Surah, Seerat.

قرآن کریم مکمل ضابطہ حیات ہے۔اس منبع رشد وہدایت سے روشنی حاصل کرنے کے لیے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ لازمی ہے۔آغازِ اسلام میں جب مسلمانوں نے احادیثِ نبویہ کو باضابطہ تحریری شکل میں لانا شروع کیاتو ساتھ ساتھ پیغمبرِ اسلام کے غزوات پر فن مغازی کے تحت کتب بھی تحریر میں لائی گئیں۔بعد ازاں آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے تمام گوشوں پر روشنی ڈالنے کے لیے فنِ سیرت نگاری کا آغاز ہوا۔فنِ سیرت نگاری کے امام اول امام زہری کے تلمیذ محمد بن اسحاق بن یسار ہیں، جنہوں نے سیرت نگاری کو باقاعدہ فن کی حیثیت دی۔آج ان کی اصل کتاب ملنا مشکل ہے لہذا اس کی یادگار سیرت ابنِ ہشام کی شکل میں دستیاب ہے۔

سیرتِ ابنِ ہشام:

مشہور مورخ، انساب کے عالم، نحو و صرف کے ماہر ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری المعروف بابنِ ہشام کی کتاب "السيرة النبوية" سیرت کے قدیم ترین ماخذ میں شمار کی جاتی ہے۔ابنِ ہشام (م 213ھ) نے ابنِ اسحاق کی کتاب المغازی کی کانٹ چھانٹ کی، کچھ اضافے کیے اور اس کتاب کو نئی ترتیب دی۔[1]

ابن ہشام کی کتاب "السيرة النبوية" ہر دور میں متداول رہی اور محفوظ شکل میں بعد والوں تک پہنچی۔ابنِ ہشام نہایت ثقہ عالم اور مستند مؤرخ تھے۔انہیں انساب، لغت اور قواعد میں مکمل مہارت حاصل تھی۔[2]

علامہ سیوطی نے نقل کیا ہے کہ امام شافعیؒ ابن ہشام کے بارے میں کہتے تھے "حجة فی اللغة"[3]

امام شافعی کا ابنِ ہشام کے بارے میں یہ ارشاد جو خود بلند پایہ ادیب و شاعر تھے، بہت اہمیت کا حامل ہے۔

امام ابنِ کثیر ابنِ ہشام کے بارے میں لکھتے ہیں: "و كان اماماً فی اللغة و النحوو العربية۔"[4]

غرائب القرآن:

غرائب غریب کی جمع ہے۔امام راغب اصفہانی "مفردات القرآن" میں غریب کا معنی بیان کرتے ہیں کہ: ہر اجنبی چیز کو غریب کہا جاتا ہے اور جو چیز اپنی ہم جنس چیزوں میں بے نظیر اور انوکھی ہو اسے بھی غریب کہہ دیتے ہیں، اسی معنی میں آنحضور ﷺ نے فرمایا: الاسلام بدء غريباًو سيعود كما بدء۔[5]

ابنِ منظور لکھتے ہیں:

غریب: "بعيد عن وطنه" (اپنے وطن سے دور)، اس کی جمع "غُرَباء" اور مونث "غَرِيبةُ" آتی ہے۔

غریب: " الغامض من الكلام" (پوشیدہ کلام)، و "كلمةٌ غريبة"، (پوشیدہ کلمہ)" و قد غربت،" اسی سے ہے۔[6]

---

(1) قنوجی، صدیق بن حسن خان، (1978ء)، ابجد العلوم، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج2، ص331

(2) بحاجی خلیفہ، مصطفیٰ بن عبداللہ الشہیر، (س ن)، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ج3، ص797

(3) سیوطی، جلال الدین عبدالرحمٰن، حافظ، (س ن)، بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، ج2، ص115۔

(4) ابنِ کثیر، ابوالفداء، الحافظ، الدمشقی، (774ھ)، البدایۃ والنھایۃ، تحقیق: یوسف الشیخ محمد البقاعی، الجزء السابع، دار الفکر، بیروت۔لبنان، ص288

(5) الاصفہانی، الحسین بن محمد بن المفضّل الملقب بالراغب (ت502ھ)، المفردات فی غریب القرآن، نور محمد اصح المطابع کارخانہ تجارت کتب، آرام باغ۔کراچی، ص359

(6) ابن منظور، لسان العرب، دار المعارف، ج5، ص3225۔3226

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں ہے:

GHARIB, ‘strange,rare,foreign ,” Whence a technical term in lexicography for rare words in the Kor’an and Hadith; in the science of tradition for such traditions as are isolated ,do not date from on of the companions of the Prophet but only from a later generation; in prosody, for the rare metre al. mutadarik. Cf the dictionaries. (1)

غرآئب قرآن سے قرآن کریم کے وہ الفاظ مراد ہیں جن کے معانی تک ذہن کی رسائی آسانی سے نہیں ہو پاتی ہے، کیونکہ ان کا استعمال کم ہوتا ہے۔(2)

اس موضوع پر لغت اور ادبیات کی بڑی بڑی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ بڑے بڑے اماموں نے بھی اس موضوع پر کام کیا ہے اور نادر الفاظ کے معانی و مفہوم عربوں کے کلام اور ان کے محاوروں سے نکالے ہیں۔(3)

حضرت شاہ ولی اللہؒ (م1762ء) فرماتے ہیں:

لفظ غریب کی تفسیر کے لیے سب سے عمدہ وہ سند ہے جو ترجمان القرآن عبداللہ بن عباس سے ابن ابی طلحہ کے واسطہ سے صحت کے ساتھ ثابت ہے۔ اور امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں اکثر اس پر اعتماد کیا ہے، پھر حضرت ابن عباسؓ سے ضحاکؒ کی سند (ہے) اور نافع بن الازرق کے سوالات کے سلسلہ میں ابنِ عباس کے جواب ہیں۔ اور سیوطیؒ نے ان تینوں سندوں کو الاتقان میں ذکر کیا ہے۔ پھر (تیسرے نمبر پر) وہ سند ہے جسے امام بخاریؒ نے غریب (قلیل الاستعمال) لفظ کی تفسیر میں آئمہ تفسیر سے نقل کیا ہے۔ پھر (چوتھے نمبر پر) لفظ غریب کی وہ توضیح ہے جس کو صحابہ وتابعین وتبع تابعین میں سے بقیہ مفسرین نے نقل کیا ہو۔(4)

غرائب القرآن کے بیان میں اشعار عرب سے استدلال:

آپ ﷺ کی بعثت کے وقت شاعری قبائل اور افراد کے ہاتھ میں ایک ایسا موثر ہتھیار تھی جس سے وہ بالمقابل قبائل یا افراد کو ڈرا دھمکا کر اپنے زیر کر لیتے تھے۔ اسی شاعری کی بناء پر عرب اپنے آپ کو افصح اللّسان کہتے تھے۔ اسی پر لسانیات کی معرکہ

---

(1) The Encyclopedia of Islam, prepared by a number of leading orientalist, edited by M.TH.HOUTSMA,A. j. WENSINCK, T.W.ARNOLD, W.HEFFENING and E.LEVI.PROVENCAL, vol II,1927,Late E.J.BRILL Ltd,LONDON، p. 141

(2) قاسمی، خورشید انور، (2017ء)، الفوز العظیم اردو شرح الفوز الکبیر، قدیمی کتب خانہ کراچی، ص241

(3) سواتی، عبدالحمید خان، (2005ء)، عون الخبیر شرح الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، ادارہ نشر واشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم، فاروق گنج گوجرانوالہ، ص414

(4) الدّھلوی، احمد بن عبدالرحیم المعروف بولیّ اللہ، (2008ء)، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، دار الغوثانی للدّراسات القرآنیۃ، ص55

آراء بخشیں ہیں۔اسی کی روشنی میں زبان کے اصول و قواعد ترتیب دیئے گئے۔یہی وجہ ہے کہ حضرت عمرنے جاہلی شاعری کے مطالعے پر زور دیا تاکہ قرآن کریم اور احادیث نبویہؐ کے بہت سے مفردات کو سمجھا جاسکے۔

حضرت ابو بکر بن الانباری کا بیان ہے:

"صحابہ کرام اور تابعین عظام نے بکثرت قرآن کے غریب اور مشکل الفاظ پر عرب جاہلیت کے اشعار سے دلیل پیش کی ہے۔

ایک بے علم گروہ نحوی لوگوں پر اس بات کا الزام رکھتا ہے کہ علمائے نحو قرآن کے مشکل اور غریب الفاظ کی تشریح کرنے میں اشعار عرب سے استناد کرکے گویا شعر کو قرآن کی اصل قرار دیتے ہیں۔اور یہ کیونکر ممکن ہے کہ جس چیز کی مذمت قرآن وحدیث میں زور کے ساتھ کی گئی ہو، وہی شے قرآن کے اثبات وبلاغت میں حجت قرار دی جاسکے ؟[1]

غرائب القرآن کے بیان میں حضرت ابنِ عباس کا اشعارِ عرب سے استشہاد

حضرت ابنِ عباس نے فرمایا: جب تم مجھ سے غریب القرآن کے بارے میں سوال کرتے ہو تو اسے شاعری میں تلاش کرو کیونکہ

"الشعر دیوان العَرَب" (اشعار اہل عرب کے علوم وزبان کا مجموعہ ہیں۔)[2]

عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد نے مختلف طرق سے اپنے والد ابو بکر سے یہ روایت کی ہے " نافع بن الازرق اور نجدہ بن عویمر نے ابنِ عباس سے کہا "ہم آپ سے کتاب اللہ کی کچھ باتیں دریافت کرنا چاہتے ہیں آپ ہمیں ان کا مطلب سمجھائیں اور ان کی جو تفسیر آپ بیان کریں اس کی تصدیق کے لیے کلام عرب کی نظیر بھی دیتے جائیں، اس واسطے کہ خداوند کریم نے قرآن کو عرب کی واضح زبان میں اتارا ہے"۔ابنِ عباس نے ان کو جواب دیا "جو تمہارے دل میں آئے مجھ سے بے تکلف دریافت کرو"۔نافع نے کہا: قول باری تعالیٰ "عَنِ الیَمِینِ وَ عَنِ الشِمَالِ عِزِ ینَ" میں "عِزِینَ" کا مفہوم کیا ہے؟ ابنِ عباس نے جواب دیا "العزِون: الحلق الرقاق (عزون، ساتھیوں اور ہم سفر لوگوں کے حلقہ بنا لینے اور گرد جمع ہو جانے کو کہتے ہیں)"۔نافع نے سوال کیا: "اہل عرب اس بات سے آگاہ ہیں؟" ابن عباس: "بے شک، کیا تم نے عبید بن الابرص کا یہ شعر نہیں سنا ہے؟

---

(1) السیوطی، الحافظ، جلال الدین عبد الرحمن، (1363ھ)، الاتقان فی علوم القرآن، المحقق: محمد ابو الفضل ابراھیم، الطبعۃ الثانیۃ، الجزء الثانی، ص 67

(2) القرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد، (س ن)، الجامع لاحکام القرآن، دار الشعب، القاہرۃ، ج 1، ص 24

فَجَاؤا يهرعون اليه حتّٰى يكونوا حول منبره عِزينا

"وہ اس کی جانب دوڑتے ہوئے آئے تاکہ اس کے منبر کے گرد حلق باندھ کر استادہ ہو جائیں "(1)

اس طرح نافع سوالات کرتے گئے اور ابنِ عباس غرائب القرآن کے بارے میں کلام عرب سے استشہاد کر کے جوابات دیتے رہے۔

جس طرح مفسرین اور شارحین نے غرائب القرآن کو سمجھنے کے لیے اشعار عرب سے استفادہ کیا ہے، اسی طرح سیرت نگاروں نے بھی اشعار کی مدد سے سیرتی خدوخال پیش کیے ہیں۔ابنِ ہشام نے "السیرۃ النبویۃ" میں نہ صرف حضور اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کو بیان کرنے میں عربی شاعری سے استشہاد کیا ہے بلکہ انہوں نے سیرت کے مختلف موضوعات کے ضمن میں بیان ہونے والی سورتوں کے مفردات کی وضاحت کے لیے بھی عربی شعراء کے کلام کو بطور استشہاد پیش کیا ہے۔

ابنِ ہشام کا غرائب القرآن میں اشعارِ عرب سے استشہاد:

ذیل میں کچھ سورتوں کی آیاتِ بیّنات میں اشعار عرب سے استشہاد ملاحظہ ہو:

سورۃ البقرۃ

فوم بمعنى "الحنطة"

﴿وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَى لَن نَّصْبِرَ عَلَى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الأَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ---﴾ (2)

ابنِ ہشام کے مطابق فوم کا معنی گندم ہے۔اس کا واحد فومۃ ہے۔انہوں نے امیہ بن الصلت الثقفی کے شعر سے استشہاد کیا ہے:

اسی کے متعلق نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے :اس کے اشعار مومن کے سے اشعار ہیں مگر دل کافر کا سا۔اور کہا جاتا ہے کہ یہ پہلا شخص ہے جس نے مانگنے کا لطیف پیرایہ نکالا۔(1)

---

(1)الاتقان،الجزءالثانی،ص68

(2)البقرۃ61/2

فوق شيزي مثل الجوابي عليها قطع كالوذيل في نقي فوم[2]

آبنوس کی لکڑی کے اوپر میرے جواب کی مثال اس طرح ہے کہ گویا صاف گندم میں صیقل شدہ چاندی کا ٹکڑا ہے۔

سورۃ آل عمران

آناَ ء اللّیل بمعنی "ساعات اللیل"

﴿لَيْسُواْ سَوَاءً مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَتْلُونَ آيَاتِ اللّهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ﴾ [3]

ابن ہشام کے مطابق "اناء اللیل" سے مراد رات کی گھڑیاں ہیں۔اس کا واحد اِنیؒ ہے۔انہوں نے لبید بن ربیعہ جو وحشی گدھے کی تعریف میں کہتے ہیں، سے استشہاد کیا ہے۔لبیدؓ بن ربیعہ ابو عقیل، بنو عامر قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔آپؓ زمانہ جاہلیت کے ایک فصیح و بلیغ شاعر تھے۔آپؓ کے قصیدوں کی عربوں کے نزدیک بڑی قدر و منزلت تھی۔ ھجاء، مرثیہ اور قصیدہ تینوں اصناف میں انہیں یکساں حیثیت حاصل تھی۔ [4]

ان کے زمانہ جاہلیت کے ایک شعر کی مدح میں آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ سب سے اچھی بات جو کسی شاعر نے کہی، وہ لبیدؓ کا یہ قول ہے :الا كل شيء ما خلا الله باطل[5]۔شعر ملاحظہ ہو

يطرب آناء النهار كأنه ... غوي سقاه في التجار نديم [6]

وہ دن کے اوقات میں خوشی کا اظہار اس طرح کرتا ہے کہ گویا کہ وہ گمراہ ہو گیا ہے اور شراب خانے میں کسی ساتھی نے اسے شراب پلادی ہے۔

---

(1) محمود شکری آلوسی،(1968ء) بلوغ الارب، ترجمہ: ڈاکٹر پیر محمد حسن، مرکزی اردو بورڈ، لاہور، ج4، ص62

(2) ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، تحقیق: مصطفی السّقا، ابراھیم الانباری، عبد الحفیظ شبلی، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔لبنان، ج2، ص183

(3) آل عمران 113/3

(4) کارل بروکلمان(Carl Brockelmann)،(1405ھ)، مقالہ لبید بن ربیعہ، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور، ج18، ص83

(5) سلم بن الحجاج،(1375ھ)، الجامع الصحیح مع شرح الکامل للنووی، نور محمد، اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب کراچی، کتاب الشعر، ج2، ص240

(6) ابن ہشام،، السیرۃ النبویۃ، الجزء الثانی، ص206

يكبتهم بمعنى "يغمهم أشد الغم ويمنعهم ما أرادوا"

﴿لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِينَ كَفَرُواْ أَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنقَلِبُواْ خَآئِبِينَ﴾ (1)

ابن ہشام نے کہا" یکبتهم "کا معنی ہے انہیں شدید غم میں مبتلا کر دے اور انہیں اپنے ارادوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے سے روک دے۔انہوں نے ذوالرمہ کے شعر سے استشہاد کیا ہے۔اصمعی نے کہا: ذوالرمۃ کی ماں بنواسد کی ایک عورت تھی جس کا نام ظبیۃ تھا۔ماں اور باپ کی طرف سے اس کے بھائی شاعر تھے۔انہی میں مسعود ہے جو اپنے بھائی ذوالرمۃ کا مرثیہ کہتا ہے اور اس کی بیٹی لیلی کا ذکر کرتا ہے۔(2)

ما أنس من شجن لا أنس موقفنا ... في حيرة بين مسرور ومكبوت (3)

میں اس غم کو نہیں بھول سکتا اور میں اپنی قوم کی خوشی اور غم کے درمیان حیرانگی کی حالت میں کھڑا ہونے کے مقام کو نہیں بھول سکتا۔

ابو بکر السجستانی (ت 330ھ) کے مطابق یکتبهم کا معنی ہے يصرعهم لوجوههم (وہ ان کے چہروں کو پچھاڑ دیتا ہے) اور کہا جاتا ہے۔یکتبهم یعنی وہ انہیں غصہ دلاتا ہے اور انہیں غمگیں کر دیتا ہے۔(4)

الحسّ بمعنى "الاستئصال"

﴿وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُم بِإِذْنِهِ---﴾ (5)

ابن ہشام کہتے ہیں "الحسّ کا معنی ہے جڑ سے اکھاڑنا۔انہوں نے جریر کے شعر سے استدلال کیا ہے۔جریر پاکیزگی طبع، نزاکت احساس، عفت، صحیح دینداری اور خوش خلقی کی صفات سے مزین تھے، جس کا اثر ان کی شاعری میں نظر آتا

(1)آل عمران 127/3

(2)ابی الفرج، علی بن الحسین الاصفہانی (2002ء) کتاب الاغانی، تحقیق: الدکتور احسان عباس، الدکتور ابراھیم السّعافین، الاستاذ بکر عباس، دار صادر، بیروت، ج18، ص6

(3)ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج3، ص114

(4)السجستانی، ابو بکر محمد بن عزیز، (1416ھ)، غریب القرآن، تحقیق وتدوین: محمد ادیب عبدالواحد جمران، دار قتیبۃ، ص505

(5)آل عمران 152/3

ہے۔چنانچہ حسنِ اسلوب، شیرینی غزل، تلخی ہجو،خوبی مرثیہ اور شاعری کے جملہ اصناف کو بحسن وکمال ادا کرنے میں ممتاز ہو گئے۔(1)انہوں نے کہا:

تحسهم السيوف كما تسامى ... حريق النار في الأجم الحصيد (2)

تلواریں انہیں جڑوں سے اکھاڑ پھینک رہی ہیں جس طرح کٹے ہوئے گھنے درختوں میں آگ کا شعلہ بلند ہوتا ہے۔

سورۃالنساء:

نطمس بمعنى "نمسخُ و نسوِّى "

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُواْ الْكِتَابَ آمِنُواْ بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُم مِّن قَبْلِ أَن نَّطْمِسَ وُجُوهًا فَنَرُدَّهَا عَلَى أَدْبَارِهَا أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا أَصْحَابَ السَّبْتِ وَكَانَ أَمْرُ اللّهِ مَفْعُولاً﴾ (3)

ابنِ ہشام کہتے ہیں "نطمس" کا معنی ہے ہم چہرے کو مسخ اور برابر کردیں گے اس طرح کہ اس میں کوئی آنکھ، ناک اور منہ نظر نہیں آسکے گا۔اخطل، غوث بن ھبیرۃ بن صلت تغلب اونٹوں کی تعریف میں کہتا ہے:

وتكليفناها كل طامسة الصوى شطون ترى حرباءها يتململ (4)

ہر مٹنے والی جدا جدا نشانیوں پر ہم نے انہیں تکلیف دی تو دیکھے گا کہ اس کی پشت کا گوشت متحرک ہے۔

(1)احمد حسن الزیّات، تاریخ الادب العربی، دار المعرفۃ، بیروت، ص123

(2)ابنِ ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج3، ص120

(3)النسآء 47/4

(4)ابن ہشام، ج3، ص210

سورۃالاعراف:

ایّان بمعنی "متی "و مُرسَاھا بمعنی" منتھاھا":

﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ رَبِّي لاَ يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلاَّ هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لاَ تَأْتِيكُمْ إِلاَّ بَغْتَةً يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ اللّهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لاَ يَعْلَمُونَ﴾ (1)

ابنِ ہشام کہتے ہیں "اَیَّانَ مرسَاھَا" کا معنی ہے "متیٰ مرساھا"۔ قیس بن حُدادیہ خزاعی کہتا ہے:

فجئت ومخفى السر بيني وبينها لأسألها أيان من سار راجع ؟

میرے اور اس کے مابین سرنہاں تھا میں اس کے پاس آیا تاکہ اس سے پوچھوں کہ جانے والا کب واپس آئے گا۔

مرسَاھَا کا معنی مُنتَھَاھَا ہے اس کی جمع مَرَاس آتی ہے۔ کمیت بن زید الاسدی کہتا ہے:

والمصيبين باب ما أخطأ النا س ومرسى قواعد الإسلام (2)

اس دروازے کو پالینے والوں کی قسم جس کو لوگوں نے غلطی سے نہیں پایا اور اسلام کی بنیاد کے انتہائی مقام کی قسم

سورۃانفال:

جنحوا بمعنی "مالوا الیک"

﴿وَإِن جَنَحُواْ لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ (3)

ابن ہشام نے کہا: "جنحوا للسّلم" کا معنی ہے "وہ صلح کرنے کے لیے آپ کی طرف مائل ہوں"۔ جنوح کا معنی مائل ہونا ہے۔ لبید بن ربیعہ نے کہا:

---

(1)الاعراف187/7

(2)ابن ہشام،السیرۃ النبویۃ،ج2،ص218

(3)انفال61/8

جنوح الهالكي على يديه ... مكبا يجتلي نقب النصال [1]

صیقل کرنے والے کا منہ کے بل اپنے ہاتھوں پر جھکاؤ نیزوں کے زنگ کو دور کر دیتا ہے۔

ابنِ ہشام نے السلم کے درج ذیل تین معانی بیان کئے ہیں اور عربی شاعری سے استشہاد کیا ہے۔

i۔ السلم بمعنى "الصلح"

السلم کا معنی صلح بھی ہے۔زہیر بن ابی سلمیٰ نے کہا:

وقد قلتما إن ندرك السلم واسعا ... بمال ومعروف من القول نسلم [2]

اور تم دونوں نے کہا تھا کہ اگر ہم مال و دولت اور خوش کلامی کے ساتھ صلح حاصل کر لیں تو ہم سلامت رہیں گے۔

السلم بمعنى الاسلام

ابن ہشام نے امیہ بن ابی الصلت کا شعر ذکر کیا ہے:

فما أنابوا لسلم حين تنذرهم ... رسل الإله وما كانوا له عضدا [3]

جب اللہ تعالیٰ کے رسولوں نے انہیں ڈرایا تو نہ وہ اسلام کی طرف مائل ہوئے اور نہ اس کے دست و بازو بنے۔

السلم بمعنى الدلو تعمل مستطيلة السلم

ابن ہشام کہتے ہیں اہل عرب ایک کڑے والے ڈول کو بھی سلم کہتے ہیں۔بنی قیس بن ثعلبہ کے ایک شاعر طرفہ بن عبد نے اونٹنی کے وصف میں کہا:

لها مرفقان أفتلان كأنما ... تمر بسلمى دالج متشدد [4]

---

(1)ابنِ ہشام،السیرۃ النبویۃ،ج2،ص330

(2)ایضا

(3)ابنِ ہشام،ج2،ص330

(4)ابنِ ہشام،السیرۃ النبویۃ،ج2،ص331

اس کی ایسی دو کہنیاں ہیں جو اپنے پہلوؤں سے بہت بعید ہیں، گویا کہ وہ کنویں اور حوض کے درمیان چلنے والے ایک مضبوط شخص کے ہاتھوں میں دو ڈول ہیں جنہیں وہ اپنے کپڑوں سے دور رکھے ہوئے ہے۔

سورۃ برات

وليجة بمعنى" دخيل"

﴿أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تُتْرَكُواْ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّهُ الَّذِينَ جَاهَدُواْ مِنكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُواْ مِن دُونِ اللّهِ وَلاَ رَسُولِهِ وَلاَ الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً وَاللّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾ (1)

ابن ہشام نے کہا ولیجہ کا معنی بھیدی ہے ،اس کی جمع ولائج آتی ہے ،یہ ولج یلج سے مشتق ہے جس کا معنی دخل یدخل ہے۔ شاعر نے کہا:

واعلم بأنك قد جعلت وليجة ساقوا إليك الحتف غير مشوب (2)

جان لے تجھے راز داں بنایا گیا ہے وہ تیری موت کو لے کر آئے ہیں جس میں کسی چیز کی آمیزش نہیں۔

ابو بکر السجستانی (ت 330ھ) کے مطابق ولیجہ سے مراد ہر وہ چیز ہے جسے تو کسی ایسی چیز میں داخل کرتا ہے جس سے وہ نہیں ہے وہ ولیجہ ہے۔ آدمی کسی قوم میں شامل ہو جاتا ہے جبکہ وہ اس سے نہیں ہے تو وہ ولیجہ ہے۔(3)

سورۃ النور

اللواذ بمعنى الاستتار بالشيء عند الهرب

﴿لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنكُمْ لِوَاذًا --------﴾ (4)

---

(1)التوبۃ16

(2)ابن ہشام،السیرۃ النبویۃ،ج4،ص191-192

(3)ابو بکر السجستانی،غریب القرآن،ص480

(4)النور63/24

ابنِ ہشام نے کہا: "اللواذ کا معنی ہے بھاگتے وقت کسی چیز کی آڑ لینا۔ حضرت حسان نے فرمایا:

وقريش تفر منا لواذا أن يقيموا وخف منها الحلوم [1]

اور قریش کھڑا ہونے کی بجائے ایک دوسرے کی آڑ لیتے ہوئے ہم سے بھاگ رہے ہیں اور ان کی عقلیں کم ہو گئیں ہیں۔

سورۃ احزاب:

﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَّن قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ﴾ [2]

ابنِ ہشام نے "النحب" کے درجِ ذیل مختلف معانی بیان کرنے کے لیے عربی شاعری سے استشہاد کیا ہے۔

النحب بمعنی "النَّفسُ" :

ابنِ ہشام کہتے ہیں کہ اس کی جمع "نُحُوب" آتی ہے۔ اس معنی کے لیے انہوں نے ذوالرمۃ کے درجِ ذیل شعر سے استشہاد کیا ہے:

عَشِيَّةَ فَرَّ الْحَارِثِيّونَ بَعْدَ مَا ... قَضَى نَحْبَهُ فِي مُلْتَقَى الْخَيْلِ هَوْبَر [3]

"جب شام کے وقت گھڑ سواروں کے ملنے کی جگہ (یعنی میدانِ جنگ) میں ہوبر ہلاک ہو گیا تو بنی حارث کے لوگ بھاگ کھڑے ہوئے"۔

النحب بمعی "النَّذرُ:

ابنِ ہشام کے مطابق "نذر" کو بھی نحب کہتے ہیں۔ انہوں نے جریر بن خطفی کے درجِ ذیل شعر سے استشہاد کیا ہے:

بِطِخْفَةَ جَالَدْنَا الْمُلُوكَ وَخَيْلُنَا ... عَشِيّةَ بَسْطَامٍ جَرَيْنَ عَلَى نَحْبِ [1]

---

(1)ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج3، ص227

(2)احزاب23:33

(3)ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، الجزء الثالث، ص259

"طخفہ پہاڑ کے دامن میں ہم نے بادشاہوں کے ساتھ اس حالت میں لڑائی کی جبکہ ہمارے گھوڑوں نے اس شام کو اپنی نذر پوری کر دی جب بسطام بن قیس قتل ہوا"۔

النحب بمعنی "اَلخِطَارُ"

ابن ہشام کے مطابق اس کے ایک معنی "**گھڑ دوڑ کی شرط لگانا**" **ہیں انہوں** نے فرزدق کے درج ذیل شعر سے استشہاد کیا ہے:

وَإِذْ نَحَبَتْ كَلْبٌ عَلَى النّاسِ أَيّنَا ... عَلَى النّحْبِ أَعْطَى لِلْجَزِيلِ وَأَفْضَلُ [2]

"اور جب کسی کتے نے انسانوں پر گھڑ دوڑ کی شرط لگائی تو اس شرط پر ہم میں سے کون زیادہ عطا کرنے والا اور افضل ہوتا ہے"۔

النحب بمعنی "الحاجة وَ الهمة"

ابنِ ہشام نے بیان کیا ہے کہ النحب کا ایک معنی حاجت اور ہمت بھی ہے۔ اس معنی کے لیے انہوں نے مالک بن نویرہ کے شعر سے استشہاد کیا ہے:

مرزبانی نے معجم الشعراء میں لکھا ہے کہ وہ شریف، شاعر اور زمانہ جاہلیت میں بنو یربوع کے گنے چنے شہسواروں اور شرفاء میں سے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو اپنی قوم کے صدقات کی وصولیابی کا ذمے دار بنایا تھا۔ جب ان کو نبی کریم ﷺ کی وفات کی خبر ملی تو انہوں نے جمع کردہ زکوٰۃ کو مدینہ روانہ نہیں کیا بلکہ اس کو روکے رکھا اور اپنی قوم میں تقسیم کر دیا۔[3]

وَمَا لِي نَحْبٌ عِنْدَهُمْ غَيْرَ أَنّنِي ... تَلَمّسْت مَا تَبْغِي مِنْ الشّدُنِ الشّجْرِ [4]

"ان کے پاس میری کوئی حاجت نہیں بجز اس کے کہ میں نے اس چیز کا مطالبہ کیا جو تو چاہتا ہے یعنی مقام شدن کے سرخ آنکھوں والے اونٹ"۔

---

(1)ابنِ ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج3، ص259

(2)ایضا، ج3، ص260

(3)ابوعبید اللہ محمد بن عمران بن موسیٰ المرزبانی(1425ھ)، معجم الشعراء تحقیق: فاروق اسلیم، دار صادر، بیروت، ص307

(4)ابنِ ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج3، ص260

امام راغب کے مطابق "النحب "کے تین معانی ہیں: 1۔نذر جسے پورا کرنا واجب ہو،2۔ مجازاًاس سے موت مراد لی جاتی ہے،3۔النَحِیب کے معنی گریہ زاری اور آواز کے ساتھ رونا کے ہیں۔[1]

"الصیاصی" کے مختلف معانی:

﴿وَأَنزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُم مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِن صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا﴾ [2]

ابنِ ہشام نے درج بالا آیت مبارکہ میں "صیاصیھم" کے مختلف معانی بیان کرتے ہوئے اشعارِ عرب سے استشہاد کیا ہے:

الصیاصی بمعنی"الحصون و الآطام"

ابنِ ہشام نے صیاصی سے مراد ان کے (اہلِ کتاب) قلعے اور گڑھیاں لیے ہیں جن میں وہ بند تھے۔انہوں نے سحیم کا شعر نقل کیاہے۔

سُحیم حبشی تھے اور ان کی زبان میں عجمیت پائی جاتی تھی۔شعر کہنے کے بعد خود ہی کہتے "اَھنَّکُ وَ اللهِ"۔ اس کی مراد "اَحسَنتُ واللہ" سے ہوتی۔ [3] سحیم کہتے ہیں:

وَأَصْبَحَتْ الثّيرَانُ صَرْعَى وَأَصْبَحَتْ ... نِسَاءُ تَمِيمٍ يَبْتَدِرْنَ الصّيَاصِيَا [4]

"بیل ہلاک ہوگئے اور بنی تمیم کی عورتیں قلعوں میں داخل ہونے میں ایک دوسرے سے سبقت لینے لگیں"۔

(1)المفردات فی غریب القرآن،ص484

(2)احزاب26/33

(3) محمود شکری آلوسی، بلوغ الارب، ج4،ص125

(4)ابن ہشام،السیرۃ النبویہ،ج3،ص261

الصّیاصی بمعنی "القرون"

ابنِ ہشام نے الصّیاصی کے ایک معنی "سینگ" بھی بیان کیے ہیں۔اس معنی کے لیے انہوں نے نابغہ جعدی کا شعر پیش کیا ہے۔ نابغہ جعدی جن کے بھائی عقیل، قشیر اور الحریش ہیں۔ان کی کنیت ابو لیلی ہے۔ یہ عمر رسیدہ شاعر ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ نابغہ ذبیانی سے قدیم شاعر ہیں کیونکہ انہوں نے منذر کا زمانہ پایا ہے اور نابغہ ذبیانی نے نعمان بن منذر کا زمانہ پایا ہے۔[1] وہ کہتے ہیں:

وَسَادَةَ رَهْطِي حَتّى بَقِيت فَرْدًا كَصِيصَةِ الْأَعْضَبِ [2]

"میری قوم کے سردار کو (موت نے آلیا) یہاں تک کہ میں ٹوٹے ہوئے سینگوں والے جانور کے سینگ کی طرح تنہارہ گیا"۔

الصّیاصی بمعنی "الشّوک الذی للنساجین"

ابنِ ہشام نے صیاصی کے مراد وہ کانٹا بھی لیا ہے جو کپڑا بننے والوں کے پاس ہوتا ہے (یعنی جولاہے کا کوچ جس سے وہ تانا بانا درست کرتا ہے)۔انہوں نے درید بن الصمہ کے شعر سے استشہاد کیا ہے۔ابو عبیدہ نے کہا: درید بن الصّمّۃ بنی جشم کا سردار اور بہترین گھوڑ سوار تھا۔اس نے اسلام کا زمانہ پایا لیکن اسلام قبول نہیں کیا۔ یہ اپنی قوم کے ساتھ مشرکین کی طرف سے یوم حنین میں لڑائی کے لیے نکلا۔[3] وہ کہتا ہے۔

نَظَرْت إِلَيْهِ وَالرّمَاحُ تَنُوشُهُ ... كَوَقْعِ الصّيَاصِي فِي النّسِيجِ الْمُمَدّد [4]

"میں نے ایسی حالت میں دیکھا کہ اسے نیزے اس طرح لگ رہے تھے جیسے بننے کے لیے پھیلائے گئے کپڑے میں کوچ داخل ہوتا ہے"۔

(1)الدینوری، ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ، (1350ھ)، صححہ وعلق حواشیہ: مصطفیٰ افندی السقا، الشعر والشعر آء، مطبعۃ المعاهد بجوار القم الجمالیۃ بالقاھرۃ، ص96

(2)ابنِ ہشام، ج3، ص261

(3)ابوالفرج الاصفہانی، کتاب الاغانی، ج10، ص6

(4ابنِ ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج3، ص261)

جبکہ علامہ سہیلی نے اس شعر میں "صیاصی" کے وہی معنی مراد لیے ہیں جس معنی پر اصمعی نے اس سے پہلے شعر میں محمول کیا ہے کہ اس سے مراد وہ سینگ ہیں جو کپڑا بننے میں کام آتے ہیں۔اس کا معنی جولاہے کا کوچ نہیں جیسا کہ ابنِ ہشام نے کہا ہے۔(1)

امام راغب کے مطابق الصیصةُ ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعے اپنے آپ کو محفوظ کر لیا جائے۔اس کے تین معانی ہیں: 1۔قلعے،2۔گائے کے سینگ،3۔کانٹا کیونکہ وہ اس کے ذریعہ اپنے آپ کی حفاظت کرتا ہے اور دوسروں سے لڑتا ہے۔(2)

سورۃ الفتح

المعكوف بمعنى" المحبوس"

﴿هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوفًا أَن يَبْلُغَ مَحِلَّهُ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ لَّمْ تَعْلَمُوهُمْ أَن تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُم مِّنْهُم مَّعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ لِّيُدْخِلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا﴾ (3)

ابن ہشام نے کہا المعکوف المحبوس ہے۔انہوں نے اعشیٰ بن قیس کے شعر سے استشہاد کیا ہے،جو کہ قبیلہ بکر بن وائل کی شاخ قیس بن ثعلبہ سے تعلق رکھتا تھا۔ضعف بصارت کے باعث اعشیٰ کے لقب سے معروف تھا۔اس کا شمار دورِ جاہلیت کے اوّلین عرب شعراء میں ہوتا ہے۔(4)

وكأن السموط عكفه السلك   بعطفي جيداء أم غزال (5)

گویا سموط کو دھاگہ نے ام غزال کی گردن کے دونوں اطراف کے ساتھ محبوس کر رکھا ہے۔

---

(1)علامہ السہیلی،الروض الانف،ج2،ص201۔202

(2)امام راغب اصفہانی، مفردات القرآن،ص291

(3)الفتح25

(4)الزرکلی،خیر الدین بن محمود،(1378ھ)،الاعلام،(قاموس تراجم لاشہر الرجال والنساء من العرب والمستعربین والمستشرقین)مطبعۃ کوستا تسوماس وشرکاہ،القاہرۃ،ج8،ص300۔

(5)ابن ہشام،السیرۃ النبویۃ،ج3،ص335

سورۃالحشر

اوجفتم بمعنى "حركتم وأتعبتم في السير"

﴿وَمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَلَكِنَّ اللَّهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُ عَلَى مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (1)

ابنِ ہشام نے کہا: "اوجفتم" کا معنی ہے تم نے حرکت کی اور چلنے میں اپنے آپ کو تھکا دیا۔ بنی عامر بن صعصعہ نے ایک شاعر تمیم بن ابی بن مقبل نے کہا جس کا تعلق بنو عامر بن صعصعہ سے ہے:

مذاويد بالبيض الحديث صقالها ... عن الركب أحيانا إذا الركب أوجفوا (2)

وہ لوگ نئی نئی صیقل کی ہوئی چمکدار کے ساتھ اپنی قوم کا قافلوں سے اس وقت دفاع کرتے ہیں جب قافلے بڑی سرعت سے دوڑ کر ان پر حملہ آور ہوتے ہیں۔

سورۃالھمزہ:

الهمزة بمعنى "الذى يشتم الرجل علانية و يكسر عنينه عليه":

﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾ (3)

ابن ہشام کے مطابق: الھمزۃ اس شخص کو کہا جاتا ہے جو اعلانیہ گالیاں دیتا ہو اور آنکھوں سے اشارے کرتا ہو۔ حضرت حسان بن ثابت کہتے ہیں:

همزتك فاختضعت لذل نفس ... بقافية تأجج كالشواظ(4)

میں نے تیرے عیب کے ایسے قافیے بیان کیے جو شعلے کی طرح شر رفشاں تھے مگر تو نے ذلت کے لیے عاجزی کی۔

(1) الحشر 6/59

(2) ابنِ ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج3، ص203

(3) الھمزۃ 1/104

(4) ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج1، ص382۔

سورۃ الفیل

سجّيل بمعنى" الشديد الصلب":

﴿تَرْمِيهِم بِحِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ ﴾ (1)

ابنِ ہشام کے مطابق: یونس نحوی اور ابو عبیدہ کا قول ہے کہ سخت پتھر کو السّجیل کہا جاتا ہے۔ رؤبۃ بن العجاج نے کہا:

ومسهم ما مس أصحاب الفيل ... ترميهم حجار من سجيل

ولعبت طير بهم أبابيل(2)

انہیں بھی اسی چیز نے مس کیا جس نے اصحابِ فیل کو مس کیا تھا۔ اس نے سخت پتھر ان پر پھینکے اور ابابیل پرندوں نے ان کے ساتھ کھیل کود کیا۔

سورۃ الکوثر

الكوثر بمعنى "الكثير"

﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ﴾ (3)

ابنِ ہشام کے مطابق کوثر سے مراد کثیر ہے۔ یہ لفظ کثیر سے ہی مشتق ہے۔ کمیت بن زید نے ھشام بن عبد الملک بن مروان کی مدح میں کہا:

وأنت كثير يابن مروان طيب ... وكان أبوك بن العقائل كوثرا(4)

اے مروان کے بیٹے! تو تو اچھا اور عظمت والا ہے ہی لیکن تیرا باپ تو شریف عورتوں کی اولاد اور بہت بڑی عظمت والا تھا۔

---

(1) الفیل4/105

(2) ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج1، ص56-57

(3) الکوثر1/108

(4) ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج2، ص34-35

امام راغب کے مطابق: بعض نے کہا کوثر جنت کی ایک نہر ہےاور بعض نے خیر کثیر مراد لی ہے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو عطا کی سخی آدمی کو کوثر کہتے ہیں تکوثر الشیء کے معنی کسی چیز کے بہت زیادہ ہونے کے ہیں۔شاعر نے کہا:و قد ثار نقع الموت حتی تکوثرا۔[1]

سورۃ اللھب

الجید بمعنی العنق:

﴿فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ﴾ [2]

ابن ہشام کہتے ہیں: الجید سے مراد گردن ہے، اس کی جمع اجیاد آتی ہے۔اعشیٰ بن قیس ثعلبہ کہتا ہے:

يوم تبدي لنا قتيلة عن جيد ... أسيل تزينه الأطواق[3]

جس دن قتیلہ ہمارے لیے نرم ونازک گردن ظاہر کرے گی جسے زنجیریں مزین کررہی ہوں گی۔

علامہ سہیلی الجید اور عنق میں فرق بیان کرتے ہیں: جہاں تھپڑ یا طوق کا ذکر ہو وہاں "عنق" استعمال کرتے ہیں ارشاد ربانی ہے: إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلاَلاً فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُم مُّقْمَحُون[4] جب حسن اور زیور کا ذکر کیا جائے تو وہاں "جید" استعمال کرتے ہیں۔[5]

سورۃ الاخلاص

الصمد بمعنی"الذی یُصمد الیه و یُفزع الیه":

﴿اللَّهُ الصَّمَدُ﴾ [1]

---

(1) امام راغب الاصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، ص426

(2) اللھب 5/111

(3) ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج3، ص380-381

(4) یٰسٓ36: 8

(5) علامہ السہیلی، الروض الانف، ج1، ص22

ابنِ ہشام کہتے ہیں "الصمد" اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کی طرف مصائب میں قصد کیا جاتا ہے اور مشکلات میں اس کا دامن پکڑا جاتا ہے۔ ہند بنت معبد بن نضلہ، عمرو بن مسعود اور خالد بن نضلہ کے مرثیہ میں کہتی ہے۔ ان دونوں کو نعمان بن منذر اللخمی نے قتل کیا تھا:

ألا بكر الناعي بخيرى بني أسد   بعمرو بن مسعود وبالسيد الصمد (2)

صبح کے وقت موت کی خبر دینے والے نے بنو اسد کے دو بہترین شخصوں کی موت کی خبر دی۔ ان میں سے ایک عمرو بن مسعود اور دوسرا سید صمد (وہ سردار مشکل میں جس کی پناہ لی جائے) ہے۔

خلاصہ

ابنِ ہشام کی سیرت دراصل زیاد بن عبداللہ بن بکائی (م 183ھ) کی روایت پر مبنی ہے۔ سیرت ابنِ ہشام کا سب سے بڑا وصف اس کی حسنِ ترتیب اور جامعیت ہے۔ روایاتِ سیرت، اشعارِ عرب اور آیاتِ قرآنیہ کے ضمن میں ابنِ ہشام نے مشکل اور غریب الفاظ کی تشریح نحو و صرف اور لغت کے اعتبار سے کی ہے۔ وہ تاریخ و سیرت مواد پر اتنی توجہ نہیں دیتے جتنی شعری ادبی یا لغوی تشریحات و تفصیلات پر۔ دراصل یہ ان کے علمی مذاق کے وفور و جوش کا اظہار تھا اور اپنی پسندیدہ ترجیحات تھیں۔

ابنِ ہشام کا سیرت میں عموماً طریقہ تو یہ ہے کہ کسی بھی موضوع کا اختتام شعراء کے کلام پر ہوتا ہے۔ اسی طرح غزوات اور دیگر موضوعات کے ضمن میں سورتوں کو بیان کرتے ہیں تو بعض مشکل اور غریب الفاظ کی تشریح بھی کرتے ہیں۔ مفسرین اور شارحین کی پیروی کرتے ہوئے ابنِ ہشام نے بھی اپنی کتاب میں سورتوں کے مشکل الفاظ کی وضاحت کے لیے اشعارِ عرب سے استشہاد کیا ہے۔ ابنِ عباس کا قول ہے "الشعر دیوان العرب"۔ اس لیے اگر قرآن کے کسی لفظ کا مفہوم ٹھیک معلوم نہ ہو سکے تو اس لحاظ سے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اہل عرب کی زبان میں نازل فرمایا ہے اسی زبان کے دیوان کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(1) الاخلاص 2:112

(2) ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج2، ص221